

انتقاد

غزیر الفرائد معروف بہ شرح منظومہ حکمت (اور عامہ جوہر و عرض)

تالیف: حاجی ملا ہادی سبزواری - ۱۲۱۲ - ۱۲۸۹ ق

بہ تحقیق: پروفیسر مہدی محقق - تہران - پروفیسر ہیکو ایزو تسو -

کتاب مذکور اور عامہ پر "جوہر و عرض" کی شرح میں ایک ضخیم کتاب ہے۔ یہ کتاب ایک ایرانی عالم ملا ہادی سبزواری بن الحاج مہدی کی تصنیف ہے، جو کہ علاقہ سبزوار کے سربراہ اور وہ تاجسروں میں تھے۔

آپ نے کئی گراند تالیفات یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے کچھ تو مستقل رسالے ہیں اور کچھ شروح و حواشی ہیں۔ ان کی تالیفات میں سے بعض تو زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں اور بعض ابھی تک اہل علم کے کتب خانوں کی زینت ہیں۔ مطبوعات میں ایک کتاب اسرار الحکم ہے۔

ان کی دوسری کتاب غزیر الفرائد ایک منظوم رسالہ ہے جس میں انہوں نے ابواب حکمت کی پوری تشریح کی ہے۔ یہ رسالہ مندرجہ ذیل سات مقاصد پر مشتمل ہے۔

- ۱- اور عامہ -
- ۲- (بائنصوص) الہیات -
- ۳- طبیعیات -
- ۴- علوم رسالت -
- ۵- منامات (خواہیا) -
- ۶- علم اخلاق -

مصنف خود اس رسالہ کے عنوان کے متعلق لکھتے ہیں:-

سمیت هذا عشر الفرائد اودعت فیہا عقد العقائد

میں نے اس رسالہ کو غزیر الفرائد کے عنوان سے موسوم کیا ہے اور اس میں میں نے عقائد کی موٹی موٹی

بائیں ذکر کی ہیں۔

اس رسالہ پر عربی زبان میں کئی شرحیں اور تعلیقیں لکھی گئی ہیں۔ جو رسالے کے مطلب کو سہل الفہم بنا دیتی ہیں۔

ڈاکٹر مہدی محقق صاحب بھی اس رسالہ کے شارح ہیں۔ انہوں نے اپنی شرح کے علاوہ کچھ اور شرحیں اور تعلیقات بھی شامل کر دی ہیں۔ بعض تعلیقات و حواشی وہ ہیں جو خود اس رسالہ کے مصنف الحاج سبز واری نے لکھے ہیں۔ اور بعض تعلیقات وہ ہیں جن کو ہیدجی اور آملی نے لکھا ہے۔

ڈاکٹر مہدی محقق تہران یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں اور تہران کے مؤسسۃ الدراسات الاسلامیہ کے مدیر بھی ہیں۔

یہ رسالہ ایک مقدمہ (انگریزی زبان میں) کے ساتھ طبع ہوا ہے۔ جسے پروفیسر توشی ہیکو ایزو تسونے لکھا ہے۔ پروفیسر موصوف جاپان کے شہر کئی اوکی کی یونیورسٹی میں بطور مہمان آئے ہوئے ہیں۔ اور کینیڈا کی میک گیل یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔

اس مقدمہ میں فاضل پروفیسر نے مرحوم سبز واری کے افکار کی وضاحت کی ہے۔ اور ان کے افکار کا جرمنی، فرانس اور امریکہ کے بعض مفکروں کے افکار کے ساتھ موازنہ کیا ہے۔ ساتھ ہی اس نے مرحوم سبز واری کے اسلاف کرام کی بھی تعریف کی ہے، جنہوں نے سرزمین ایران میں فلسفہ کی غرض و غایت پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

الحاج سبز واری کی شخصیت فلاسفہ، علماء اور صوفیاء، سب کے نزدیک بلند پایہ سمجھی جاتی ہے۔

اس رسالہ کی عربی شرح ص ۳۵ سے لے کر ص ۱۸۸ تک ہے۔ اور اس پر جو حاشیے اور تعلیقات لکھے گئے ہیں وہ ص ۱۹۱ سے لے کر ۵۸۷ تک پہنچتے ہیں۔ اور انگریزی مقدمہ ۱۵۳ صفحات پر مشتمل ہے اس کا انگریزی ترجمہ اور عربی اصطلاحات ص ۵۹۱ سے لے کر ص ۶۶۲ تک ہے اور فہرست سمیت ص ۶۷۹ تک ہے۔

اس رسالہ میں زیر بحث فلسفیانہ مباحث وہی ہیں جن کو مشائخ کے طریقہ پر شیخ رئیس

ابن سینا نے اختیار کیا ہے۔ چنانچہ متاخرین میں سے شیخ نصیر الدین طوسی، شیخ الاشراق صوفی، سہروردی، صوفی ابن عربی، (متکلم) فخر الدین رازی، ملا باقر میرداماد اور ملا صدرا جیسے حضرات نے اسی پہنچ پر اپنے افکار کا تجزیہ کیا ہے۔

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ جن متشرفین نے فلسفہ وحکمت پر قلم اٹھایا ہے۔ ان کو برصغیر ہندوستان اور بلادِ ایران کے متاخرین مفکروں کی کتابوں کے مطالعے کا موقعہ نہیں ملا، اور وہ بلادِ مشرق کے ان مفکرین کے افکار سے روشناس نہ ہو سکے جنہوں نے الہیات، طبیعیات اور کلام پر عمدہ اور دقیقہ سنج بحثیں کی ہیں۔ مثال کے طور پر قطب الدین رازی، ملا صدرا الدین شیرازی، ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، ملا محمود جوہنپوری، ملا محب اللہ بہاری، ملا عبد العلی بحر العلوم، فضل امام خیر آبادی اور عبدالحق خیر آبادی کی تالیفات سے انہیں کوئی آگہی نہیں۔

اس رسالے کا انگریزی مقدمہ بے حد مفید ہے۔ اس میں پہلی بار یورپ اور امریکہ کے حکماء کو دعوت دی ہے کہ وہ مشرقی ممالک کے مفکرین و حکماء کی ان بیش قیمت تالیفات سے استفادہ کریں، جن سے مشرق میں حکمت و فلسفہ کا ارتقاء ہوگا۔

ہم مسلمانوں کے لئے یہ موقع فراہم ہوا ہے کہ ہم دنیا کے خاص میدانِ فکر میں اور عام علمی محافل میں اپنے اسلاف کے افکار اور ان کی مسماعی جمیلہ کو پیش کریں۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ اغیار (مغربی لوگوں) کی نظر میں ہمارے اسلاف کے ان عمیق افکار پر بار بار پٹہ رہی ہیں۔ جو انہوں نے مشرقی ممالک میں اپنی تالیفات کی صورت میں یاد گاریں چھوڑی ہیں۔ یہ جدوجہد مع انگریزی ترجمہ دنیا بھر میں ہمارے اسلاف کے افکار سے روشناس ہونے کی طرف پہلا قدم ہے۔ آخر میں ہم دونوں فضلدار جاہانی پروفیسر جناب توشیکوہی تو، اور پروفیسر مہدی محقق کے مشکور ہیں جنہوں نے اس رسالے کے عربی متن اور عربی شرح کی تحقیق میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔

اس کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ فرزندِ ان قوم نے اس بیش قیمت تالیف کو نشر کر کے سرزمینِ ایران کے تاریخِ فلسفہ و حکمت کے مباحث کا دروازہ کھول دیا ہے اور نتیجتاً اس کے قدیم خزانوں سے روشناس اور بہرہ مند ہونے کی غرض

سے "سلسلہ حکمت ایرانیہ" کے نام سے ایک انجمن بنائی ہے جو کہ اسم باہمی ہے۔

محمد صغیر حسن معصومی

(شاہ ابوالحسین محبوب علی شاہ نے عربی سے اردو میں منتقل کیا)

تاویل تنزیل

مؤلفین: قمر ام ترسری و علامہ عرشى امرتسرى۔ پتہ: کتب خانہ شرف الرشید، شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ، صفحات ۱۳۲، قیمت دو روپے۔ ساغذ اخباری طباعت گوارا۔

زیر تبصرہ کتاب کے پہلے حصے 'بہائی مذہب کا پس منظر اور پیش رفت' (صفحہ ۷ تا ۶۳) کے مؤلف قمر ام ترسری ہیں۔ حرف آغاز اور کتاب کا دوسرا باب، جو پوری کتاب کا ہم نام (تاویل تنزیل) ہے، جناب عرشى امرتسرى کا تحریر کردہ ہے۔ اسماعیلیوں، بابیوں اور بہائیوں کے عقائد ان مذاہب کی کتب کے حوالے سے بیان کئے گئے ہیں، ان سب فرقوں کو عربی اسلام کے خلاف عجمی رد عمل بتایا گیا اور تلقین کی گئی ہے کہ بقول علامہ اقبالؒ ع
از خیالاتِ عجم باید حذر
کتاب میں اہل تشیع اور قادیانیوں کا بھی ضمناً ذکر موجود ہے۔

باب اول میں مرزا علی محمد باب کے دعویٰ پر سیر حاصل بحث کے بعد بہاء اللہ (باب کے ایک مرید) کے ادعائے نبوت اور بہائی مذہب کے خدوخال نمایاں کئے گئے ہیں۔ بہاء اللہ کے روسی حکومت کے آئندہ کار بننے، بہائی مذہب کے مسیحیت سے مشابہ ہونے، بہائی طوطیوں میں رازداری اور زمانہ سازی کے اصولوں کی موجودگی نیز بابیت اور بہائیت کے سراپا تاویل پذیر عقائد اس باب میں مطالعہ کئے جاسکتے ہیں۔

باب دوم میں ایرانیوں کی عرب دشمنی اور مذکورہ فرقوں کے عجیب و غریب تاویلی عقائد سے ماخذ و مصادر کے مندرج ہوئے ہیں۔ کتاب کا مقصد تالیف یہ بیان ہوا ہے کہ کم پڑھے لکھے فرقہ بندی کے شکار اور قرآن مجید کے ہمہ گیر اور ابدی رہنمائی سے ناواقف، مسلمانوں کو تاویلی فرقوں کے گورکھ دھندوں، خصوصاً بہائی مصنفین کے اثرات سے بچایا جاسکے۔

تاویل کا میدان بہت وسیع ہے۔ بہتر یا تہتر اسلامی فرقوں کے وجود کا تانا بانا اسی سے تیار ہوا ہے اور کل حزب بہالدیہم فرحون، مگر تاویل کے اس افسوسناک کام کو کسی ایک خطر زمین تلاً ایران کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جاسکتا۔ "عجمیت" ایک وسیع اصطلاح ہے جسے تمام غیر عربی ممالک کی خاطر استعمال کیا جاتا ہے۔ "عجم" کے علاوہ اگر کوئی عرب ملک بھی دور دراز کی تادیلاً کو اپنا شعار بنا لے، تو معنوی طور پر وہ بھی "عجمیت" کی راہ پر چل رہا ہوگا۔ مؤلفین نے مذکورہ تادیلی فرقوں کو سرزمین ایران سے باصرار مربوط کر لیا حالانکہ یہ بات تحقیقی طور پر محل نظر ہے۔ جن چند مؤلفین کی آراء سے اس کتاب میں استناد کیا گیا ہے، وہ موجودہ "وطنیت و قوم پرستانہ تحریک کے جذبات" سے سرشار ہو کر لکھی گئی ہیں۔ بہر حال تادیلات سازی اور فرقہ آرائی کا تاسف انگیز کام ہر ملک میں ہوتا رہا ہے البتہ اس کی کیفیت میں کمی یا بیشی دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ فقر یا الزام سارے عالم اسلام کے لئے ہے۔

کتاب کے باب اول میں بہاد اللہ کے حالات زندگی اور عقائد کو علی محمد باب اور اس کے مذہب کی مانند واضح تر لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ طباعت کی متعدد غلطیوں کے علاوہ صفحہ ۷۶ و ۷۷ وغیرہ پر اسماعیلی ہفت امامی لوگوں کو اثنا عشری حضرات کے ساتھ مخلوط کر دیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر کتاب تحقیقی اور متوازن ہے۔ خدا کرے یہ کتاب ایسی سنجیدہ طبائع کے ہاتھ لگے جو حقیقت حال کو سمجھ سکیں ورنہ ایسی کتاب مزید فرقہ آرائی کا موجب بھی ہو سکتی ہے۔ کتاب کے ناشر اور مسئول چودہری محمد عالم ٹھیکیدار ہیں۔

(ڈاکٹر محمد ریاض)